فاطمہ سلام اللہ علیہا جن پر خاندان نبوت کو ناز ہے

<"xml encoding="UTF-8?>

ایام فاطمیہ روان داوں ہیں اور ان ایام میں اس کائنات کی سب سے عظیم ہستی مرسل اعظم حضرت محمد مصطفیٰ کی دختر واحدکا یوم شہادت ۳ربیع الاخر کو منایا جاتا ہے اور یہ ایک قران کی حقیقت ہے اس کو ہر ذی روح قران کے توسل سے تسلیم کرتا ہے کہ بحیثت جنس کے عورت کے مد مقابل مرد کا بلہ بھاری ہے جیسا کہ قران میں ارشاد باری تعالی ہے کہ مرد کے بلمقابل دو عورتوں کی گواہی کو لازم ہے۔ مگر اس بات کو ہرگز در گزر نہیں کرنا چاہئے کہ میدان عمل میں عورت کسی بھی اعتبار سے کم اور مرد کے مد مقابل اس کوئی فرق موجود نہیں۔

جیسا کہ اللہ کی کتاب میں سورہ النحل کی آیت ۹۷ میں ارشاد باری تعالی ہوا ہے اگر عورت اور مرد جو شخص بھی نیک کار انجام دے وہ ایمان دار بھی ہے تو ہم اسے پاک اور منزہ زندگی عطا کریں گے۔ اور یہ عمل ہی اس وزن ہو گا یہاں پر تاریخ بھی گواہی دے رہی ہے کہ کہ جب کبھی حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا بارگاہ رسالت ماب میں قدم رنجا فرماتی تو مرسل اعظم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے۔

ہر چیز کائنات نبی پر نثار ہے
دنیا تو فاطمہ کے قدم کا غبار ہے

اگر تاریخ انسانیت کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ میں ایسی بہت سی خواتین موجود ہیں جہنوں نے اصلاح معاشرہ اور ملت اور مذیب اسلام کی ترقی اور تعمیر میں جان نچاور کر کے نمایاں کردار ادا کیے ہیں اور میدان عمل میں مردوں کے مد مقابل رہ کر جو صلاحیت کے جوہر اور فتح کے علم گاڑئے ہیں تاریخ اس پر کسی طرح بھی خاموش نہیں ہے اور ہر مذہب اور اقوام کے افراد ان کی توصیف کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

مگر ان سب میں بی بی فاطمہ سلام اللہ علیہا ایک ایسی خاتوں ہیں کہ جس پر خاندان نبوت کو ناز ہے ہو اسلام کی ماتھے پر ایک ستارے اور جھومر کی طرح چمک رہی ہیں۔ وہ ارجمند خاتوں کہ جس کے فضائل پر پیامبر اکرام اور خانوداہ عصمت و طہارت کے ان گنت فضائل ملتے ہیں وہ عورت جس کی شان اقدس میں ہر صاحب قلم جو پاک فکر رکھتا ہے اپنی پاکیزہ فکر کے توسل سے قصیدہ خوانی کرتا ہے اور پھر بھی اس سے ان کی شان کا حق ادا نہیں ہوتا ۔ خاندان وحی کی سرپرست اور لولاک کی واحد دختر کے فضائل کو اگر یک جا کیا جائے تو دریا کو کوہ میں نہیں سمیٹا جا سکتا یہاں تک کہ دوسرے افراد نے بھی ان کے فضائل کو بیاں کیا ہے وہ ان کی فکری توانائی کے ہم پلہ ہیں ہن کہ ان خاتون کی شان اور منزلت کے مطابق بہر حال حضرت زہرا کے جنتے بھی فضائل ملتے ہیں اگر چہ وہ بہت فضلیت کے حامل ہیں اگر میں ان فضائل کو یہاں پیان کرنے لگوں تو مجھ جیسے کم علم اور کم فکر فرد کو کئی دفتر درکار ہوں گے ۔ لیکن میں جس فضلیت کو سب سے بڑ فضلیت جانتا ہوں وہ ایسی فضلیت ہے جو انبیائ کے علاوہ اور ان کے ہم وزن بعض اولیا کے علاوہ کسی اور کے دامن میں نہیں ملتی ۔ جناب رسول اکرام کی شہادت کے بعد یہ جو ۷۵ یا ۹۰ دن تک مسلسل جبرئیل کی آمد کا سلسلہ

جاری و ساری رہا وہ اب تک سی اور کے لئے واقع نہیں ہوا یہ حضرت صدیقہ مرضیہ بینت واحد پیام اکرام کے لئے ایک خاصہ ہے۔ اور اس بات کو ماہنامہ اصلاح لکھنو ۲۰۱۱ کے صفحہ ۱۱ پر بھی درج کیا گیا ہے۔

اس امر میں کوئی شک نہیں ہونا چاہئے کہ فضیلتوں کےبستی میں کچھ مقامات ایسے بھی ملتے ہیں کہ جن پر قد آور انبیای اور مرسلین بھی حضرت فاطمہ سے بہت پیچھے نظر آتے ہیں۔ جیس کہ محترمہ تنویر ذکیہ صاحبہ نے اپنی تحریر میں درج کیا ہے۔ اس تحریر سے کچھ سطور درج ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت آدم مٹی سے خلق کئے گئے اور جناب فاطمہ میوہ بہشت ہے

۲۔ حجرت نوع کے تین بیٹے تھے ایک بیٹا کافر تھا جو ڈوب کر ہلاک ہوا جناب فاطمہ کے دو پیٹے تھے (امام حسن و امام حیسنّ) جو جوانان جنت کے سردار ہیں۔

۳۔حضرت ابرہیم کا ایک پیٹا اساعیلّ کدا کی راہ میں قربان نہ ہو سکا جب کہ جناب فاطمہ کے دو پیٹے اسلام پر قربان ہوئے

٤۔۔حضرت موسی درخت کے زریعہ سے اللہ سے کلام کرتے تھے اور جناب فاطمہ مصلے پر پیٹھ کر اللہ سے کلام کرتی تھیں۔

۵۔ حضرت عیسی کی ماں پر لوگوں نے تہمت لگائی جناب فاطمہ کے پہلو پر ظالموں نے دروازہ کو گرایا مگر دامن عصمت پر داغ نہ لگا سکے

٦۔ حضرت رسول خدا نے فرمایا کہ فاطمہ میری رسالت میں شریک ہیں۔ رسول عالمین کے لئے رحمت ہیں اور فاطمہ رسول کے لئے رحمت ہیں۔

۷۔ حضرت علی مرتضیّ نے فرمایا کہ فامہ میری بہتریں مددگار ہیں علی کل کے مددگار اور فاطمہ علی کی مددگار ہیں۔

۹۔ حضرت امام حسن اور امام حسین علیہ السلام کی والدہ گرامی فاطمہ ہیں اور ماں کے پیروں تلے جنت ہوا کرتی ہے یعنی جنت کے سرداروں کی جنت فاطمہ کے پاوں تلے ہے (افادات اززندگانی حضرت فاطمہ مولفہ سہدی و ستغیب)

مشہور ہے کہ کسی شے کی عظمت کی کبیر اور فاضل شخصیت کی طرف نسبت ہوا کرتی ہے جیسے کہ مسلمان کیّطمت رسول اکرم پیام بر اکرم حضرت محمد مصطفیّ کے پیرگار کی نیسب سے ازواج کی عظمت رسول کی زوجیت کی نسیب سے اصحاب کی عظمت رسول کی صحبت میں پیٹھنے کی نسبت سے ۔ اسی لئے تو شاعر مشرق علامہ اقبال جو مفکر اسلام بھی ہیں وہ بھی اس نظریہ پر خاموش نہ رہ سکے اور فرماتے ہیں کہ

مریم از یک نسبت عیسیٰ عزیز
از سہ نسبت حضرت زہرا عزیز

اور جناب قیصر بارہوی نے جس انداز سے جناب زہرا کو نسبت دی

خلاقیت کی سان وہ پیکر ہو روشنی
جیسے دکھائے کنز خفی نقشہ جلی

حد جلا پہ آئنیہ حسن بندگی
یہ حسن بندگی ہے فقط عرت بنی
قائم ہیں سب اصول حرم عرض و طول میں
قران کلام کرتا ہے صحن رسول میں
ایک جگہ اور فرماتے ہیں
سیرت ہو جس کی سیرت سلطان انبی
اس کا وجود عظمت ایوان انبی
کیسے نہ ہو وہ نکہت بستان انبی
جھولا جسے جھلائے سلیمان انبی
دینا میں جنتوں کی ہوا خوریاں ملیں
سبحان ربان کی جسے لوریاں ملیں

مگر حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا خود جن عظمتوں کی مالکہ ہیں کہ خدا وند کریم ملائکہ کے سامنے ان کی نسبت سے اہلبیت علیہم السلام کا تعار ف حدیث کسائ میں کرواتے ہوئے کہتا ہے کہ فاطمہؓ کے باپ رسول فاطمہ کے سور امام علیؑ فامہ کے فرزند امام حسن اور امام حسینؑ ہیں۔ ڈاکٹر علی سریعتی بھی یہی فرماتے ہیں کہ حضرت فامہ زہرا کو صرف ایسی ہستی کی نسبت سے محترم اور عزیز نہ جانو بلکہ فاطمہ کو فاطمہ زات والا صفات سے جانو اور ان کی پحچان یہی ہے کہ وہ فاطمہ ہیں اور یہ امر درست اور سچ ہے کہ سماج میں کچھ فکر خام خیالی اور کمراہی عام تھی جیسا کہ آج کل ہے کوئی ایک دوسرے پر اعتبا ہی نہیں کرتا اور ایک دوسرے کی اپنا پیٹ پھرنے کی فکر میں نقصان پہنچا رہا ہے۔ لرکی باپ کے لئے باعث ننگ و عار جانی جاتی ہے اور عرب کے دور جاہلیت میں صنف نازک کو پیدا ہوتے ہی زندہ در گور کر دیا کرتے تھے مگر بی بی فاطمہ کے آمد سے عربوں کی سوچ میں ایس بڑی نمایاں تبدیل آئی کہ قیامت تک انسان ماننے پر مجبور ہو گیا کہ واقعا اگر ایک لڑکی نیک تعلیم یافت اور حسن اخلاق و عمل سے آراستہ ہو تو نہ صرف اپنے والدین خاندان بلکہ پور قبیلہ اور ملک و ملت کے لئے وجہ افتخار ہوا کرتی ہے شاید ان ہی وجوہات کے بنا پیام بر اکرم نے اس وقت تک معاشرہ کی اصلاح اور تبلیغ شریعت کا کار کی شروعات نہیں کی تھی کہ حضرت فاطمہ سن بلوغ کو نہیں پہنچیں ہماری خواتیں کو بھی اسی کی ضرورت ہے کہ وہ کتاب سیرت زہراہ پر عمل کرتے ہوئے اعلی تعلیم اور بلند کردار خواتین بنیں۔ اور کامیابی کے زینے طے کر کے اپنی اور اپنی قوم اور ملک کی خدمت کریں۔

خیلفہ ثانی عمر بن خطاب کا جناب سیدہ[س] کو مارنے اور محسن کو شہید کرنے کا ابن ابی دارم کا اعتراف

نوٹ:
یہ تحریر استاد قزوینی حفظہ اللہ کے ادارہ کی اس تحریر کا ترجمہ ہے۔
شبہہ:ابن ابی دارم اس روایت کے راویوں میں سے ایک ہیں جس کے بارے میں ذھبی نے کتاب«میزان الاعتدال» میں رافضی کذاب لکھا ہے اگر چہ کہ اپنی پوری زندگی میں اعتقاد میں ثابت قدم تھے لیکن آخر ایام میں

شیخین کے مثالب میں زیادہ بات کی ہے اور انھیں گالیاں دی ہیں اس بناء پر اس کی روایت ہمارے لئے حجت نہیں ہے۔ تحقیقی جواب :

اصل روایت:

شمس الدین ذہبی نےسیر اعلام النبلاء اور میزان الإعتدال اسی طرح حافظ ابن حجر عسقلانی نے لسان المیزان میں ،ابن ابی دارم سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے :
إنّ عمر رفس فاطمة حتّی اسقطت بمحسن.
عمر نے فاطمہ[س] کو ایسی لات ماری جس کے سبب محسن [ع]سقط ہو گئے.
الذهبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان، (متوفای748ہـ) میزان الاعتدال فی نقد الرجال، ج 1، ص 283، تحقیق: الشیخ علی محمد معوض والشیخ عادل احمد عبدالموجود، ناشر: دار الکتب العلمیة - بیروت، الطبعة: الاولی، 1995م؛
الذهبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان، (متوفای748ہـ)، سیر اعلام النبلاء، ج 15، ص 578، تحقیق: شعیب الارناؤوط، محمد نعیم العرقسوسی، ناشر: مؤسسة الرسالة - بیروت، الطبعة: التاسعة، 1413ہـ؛
العسقلانی الشافعی، احمد بن علی بن حجر ابو الفضل (متوفای852 ہـ) لسان المیزان، ج 1، ص 268، تحقیق: دائرة المعرف النظامیة - الهند، ناشر: مؤسسة الاعلمی للمطبوعات - بیروت، الطبعة: الثالثة، 1406ہـ – 1986م.
البتہ جیسا کہ شبھہ میں بیان ہوا ذھبی نے اور ابن حجر نے ابن ابی دارم کو رافضی کہتے ہوئے روایت کو رد کیا ہے اور کہتے ہیں:
احمد بن محمد بن السری بن یحیی بن ابی دارم المحدث ابو بکر الکوفی الرافضی الکذاب... ثم فی آخر ایامه کان اکثر ما یقرا علیه المثالب حضرته ورجل یقرا علیه ان عمر رفس فاطمة حتی اسقطت بمحسن.
تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ کہ ابن ابی دارم کی وثاقت اور اعتبار اہل سنت کے نزدیک تھی اور انکی تضعیف کا سبب فقط اس جیسی روایت کا نقل کرنا ہے اس کے علاوہ کوئی نقص نہیں رکھتے ہیں اس لئے علماء اہل سنت کا اعتراف اس بات پر قائم ہے اسکی تمام زندگی عقائد اہلسنت پر گزری ہے اور علماء اہل سنت یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ابن ابی دارم امام حافظ اور عالم اہلسنت ہیں لیکن بعض تاریخی حقائق کا نقل کرنا سبب بنا کہ اہلسنت کے قلم انکے خلاف لکھنے پر مجبور ہوئے اورانھیں تضعیف کا سامنا کرنا پڑ
شمس الدین ذہبی نے سیر اعلام النبلاء، میں انھیں «امام و پیشوا، حافظ و عالم » کہا ہے:
ابن ابی دارم. الامام الحافظ الفاضل، ابو بکر احمد بن محمد السری بن یحیی بن السری بن ابی دارم....
آگےلکھتے ہیں:
ابن ابی دارم حفظ اورمعرفت کی صفت سے آرستہ تھے لیکن شیعت کی طرف مائل تھے
کان موصوفا بالحفظ والمعرفة إلا انه یترفض.
اور یہ بھی لکھا:
وقال محمد بن حماد الحافظ، کان مستقیم الامر عامة دهره.
الذهبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان، (متوفای748ہـ)، سیر اعلام النبلاء، ج 15، ص 577 ـ 579، تحقیق: شعیب الارناؤوط، محمد نعیم العرقسوسی، ناشر: مؤسسة الرسالة - بیروت، الطبعة: التاسعة، 1413ہـ.
محمد بن حماد کہتے ہیں کہ :اپنی تمام زندگی میں مذھب اور عقیدہ پر ثابت قدم تھے.

اسی طرح وہ روایت جو رسول اکرم ص نقل کی جاتی ہے جس میں ابن ابی دارم روای ہیں
حدیث یہ ہے :
الحلال بین، والحرام بین، وبین ذلك مشتبهات لا یعلمها کثیر من الناس. من ترك الشبهات استبرا لدینه وعرضه، ومن وقع فی الشبهات، وقع فی الحرام کالراعی إلی جنب الحمی، یوشك ان یواقعه.
حلال وحرام کی حدیں واضح ہیں لیکن ان دونوں میں شباهات پائی جاتی ہیں جسے اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں جس کسی نے مشتبہ کو چھوڑا اس نے اپنے دین اور آبرو کو بچایا اور جو شبہات میں گرفتار ہوا حرام کا مرتکب ہوگا جس طرح بیمار کا ہمنشین ۔
ذہبی ،اس روایت کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں :
الحدیث. متفق علیه.
یہ حدیث متفق علیہ ہے ۔
الذہبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان، (متوفای748ہـ)، سیر اعلام النبلاء، ج 15، ص 577، تحقیق: شعیب الارناؤوط، محمد نعیم العرقسوسی، ناشر: مؤسسة الرسالة - بیروت، الطبعة: التاسعة، 1413ہـ؛
لیکن ذھبی آگے لکھتے ہیں اور برے الفاظ استعمال کرتے ہیں:
شیخ ضال معثر.
بڈھا ،گمراہ ، خطاکار!!!.
عجیب ہے کہ ایک شخص پوری زندگی ثابت قدم رہے اور امام ، حافظ اور فاضل لقب پا لے حافظہ قوی اور صاحب معرفت دینی بھی ہو اور اسکی روایت سب کے لئے قابل قبول ہو لیکن ساتھ میں وہ گمراہ اور خطاکار بھی ہو؟!
کیا امام حافظ فاضل صاحب حفظ و معرفت ،«شیخ ضال معثر» کے ساتھ جمع ہو سکتے ہیں؟
ہاں کیوں نہیں جمع ہو سکتے ہیں جب اپنے خلفاء کی عزت بچانے کے لئے بے جا دفاع کیا جائے تو ضرور ایسا بھی ہو سکتا ہے جسے ذھبی نے انجام دے کر بتا دیا ،اور یہ تاریخ میں ایسے عجوبہ وجود میں لا سکتے ہیں اور ایک ہی صفحہ میں دو مختلف بات کرسکتے ہیں ۔
اس بناء پر سوال ہے کہ :
کیاً رافضی ہونا راوی کو وثاقت سے گرا دیتا ہے ؟
کس عقلمند نے کہا ہے کسی کو رافضی ہونے کی بناء پر اس کی روایت کو رد کردو اور اسے باطل اعلان کرو ؟ اگر اس طرح ہونے لگا تو اہل سنت کو اپنی متعدد روایت سے جو صحاح کی روایت ہیں باطل کی مہر لگانی ہوگی اس لئے صحاح ستہ کے لکھنے والوں نے بہت سی روایت رافضی افراد سے نقل کی ہے جس میں سے بعض کی طرف اشارہ کرتے ہیں

1. عبید اللہ بن موسی:

ذہبی لکھتے ہیں:
قال ابن مندة کان احمد بن حنبل یدل الناس علی عبید الله وکان معروفا بالرفض لم یدع احدا اسمه معاویة یدخل داره.
ابن مندہ کہتے ہیں کہ : احمد بن حنبل لوگوں کو انکی طرف رجوع کرنے کا کہتے تھے ، رافضی ہونے میں مشہور

تھے اپنے گھر میں ایسے کسی بھی شخص کو آنے نہیں دیتے تھے جس کا نام معاویہ ہو ۔

الذہبی، شمس الدين محمد بن احمد بن عثمان، (متوفای748ہـ)، سير اعلام النبلاء، ج 9، ص 556، تحقيق: شعيب الارناؤوط، محمد نعيم العرقسوسی، ناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة: التاسعة، 1413ہـ.
آگے لکھتے ہیں
وحديثه فی الكتب الستة.
انکی روایات صحاح ستہ میں موجود ہیں.
مزی نے تہذیب الکمال میں لکھا ہے کہ : تمام صحاح ستہ میں انکی روایت موجود ہے .
عُبَيد الله بن موسى بن أَبی المختار، واسمه باذام العبيسی، مولاهم ابو محمد الكوفی.
رَوَى عَن: إبراهيم بن إسماعيل بن مجمع (ق)، واسامة بن زيد الليثی (م)، واسرائيل بن يونس (خ م ت س)، وإسماعيل بن أَبی خالد (خ)....
المزی، يوسف بن الزكی عبدالرحمن ابو الحجاج (متوفای742ہـ)، تهذيب الكمال، ج 19، ص 164، تحقيق د. بشار عواد معروف، ناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة: الاولى، 1400ہـ – 1980م.
حرف علامت جو عبارت میں یہ علامتی نشان ہے "خ" سے مراد بخاری ہے "م" سے مسلم "ق" سے ابن ماجہ قزوینی "ت" سے ترمذی اور "س "سے نسائی مراد ہیں

2. جعفر بن سليمان الضبعی:

اہل سنت کے علماء نے انھیں رافضی اور شیعیان غالی میں شمار کیا ہے خطیب بغدادی نے یزید بن رزیع سے نقل کیا ہے :
فان جعفر بن سليمان رافضی.
البغدادی، احمد بن علی ابو بكر الخطيب (متوفای463ہـ)، تاريخ بغداد، ج 5، ص 164، ذيل ترجمه احمد بن المقدام بن سليمان، رقم 2925، ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت.
مزی نے لکھا : بخاری نے کتاب الادب المفرد اور صحاح ستہ کے مولفین نے اس سے روایت نقل کی ہے:
روى له البخاری فی "الادب"والباقون.
المزی، يوسف بن الزكی عبدالرحمن ابو الحجاج (متوفای742ہـ)، تهذيب الكمال، ج 5، ص 50، تحقيق د. بشار عواد معروف، ناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة: الاولى، 1400ہـ – 1980م.

3. عبد الملك بن اعين الكوفی:

انکی بھی روایات صحاح ستہ میں ہے مزی نے سفیان کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ یہ رافضی ہیں:
عن سفيان: حدثنا عبد الملك بن اعين شيعی كان عندنا رافضی صاحب رای.
آگے لکھتے ہیں:
حَدَّثَنَا سفيان، قال: هم ثلاثة إخوة: عبدالملك بن اعين، وزرارة بن اعين، وحمران بن اعين، روافض كلهم، اخبثهم قولا: عبدالملك
المزی، يوسف بن الزكی عبدالرحمن ابو الحجاج (متوفای742ہـ)، تهذيب الكمال، ج 18، ص 283، تحقيق د. بشار

عواد معروف، ناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة: الاولى، 1400ہـ – 1980م.

صحاح ستہ میں کافی ایسے راوی ہیں جو رافضیت سے متہم ہوئے ہیں اور انکی تعداد اتنی زیادہ ہے اہلسنت کے علماء کو یہ کہنے پر مجبور کردیا کہ اگر ہم راوی کو اس کے رافضی ہونے کی وجہ سے رد کردیں تو اہلسنت کی کتابیں برباد ہوجائینگی جیسا کہ خطیب بغدادی لکھتے ہیں

قال علی بن المدینی: « لو ترکت اهل البصرة لحال القدر، ولو ترکت اهل الکوفة لذلك الرای، یعنی التشیع، خربت الکتب »

اگر ہم اہل بصرہ کو مذہب قدری ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیں اور کوفیوں کو انکی رائےیعنی شیعہ ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیں تو ہمارے کتابیں برباد ہوجائیں گی

خطیب ، علی بن مدینی کے جملے کی تشریح میں کہتے ہیں :

قوله: خربت الکتب، یعنی لذهب الحدیث.

کتاب نابود و خراب ہونے سے مراد احادیث ختم ہوجائیں گی ۔

البغدادی، احمد بن علی ابو بکر الخطیب (متوفای463ہـ) الکفایة فی علم الروایة، ج 1، ص 129، تحقیق: ابو عبدالله السورقی، إبراهیم حمدی المدنی، ناشر: المکتبة العلمیة - المدینة المنورة.

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

وسئل عن الفضل بن محمد الشعرانی، فقال: صدوق فی الروایة إلا انه کان من الغالین فی التشیع، قیل له: فقد حدثت عنه فی الصحیح، فقال: لان کتاب استاذی ملآن من حدیث الشیعة یعنی مسلم بن الحجاج ».

اس سےفضل بن محمد شعرانی کے بارے میں سوال ہوا ۔ انھوں نے کہا: فضل روایت میں صدوق ہیں لیکن وہ تشیع میں افراط کرتے تھے ان سے کہا گیا آپ نے فضل سے صحیح میں روایت نقل کی ہے ۔ انھوں نے کہا میرے استاد کی کتاب شیعہ افراد سے بھری ہوئی ہے یعنی صحیح مسلم

البغدادی، احمد بن علی ابو بکر الخطیب (متوفای463ہـ) الکفایة فی علم الروایة، ج 1، ص131، تحقیق: ابو عبدالله السورقی، إبراهیم حمدی المدنی، ناشر: المکتبة العلمیة - المدینة المنورة.

آیا رافضیت میں افراط کرنا باعث تضیعف راوی ہے ؟ ممکن ہے کوئی اعتراض کرے کہ رافضی ہونا جرح کا سبب نہیں ہوتا ہے لیکن جرح ایسی صورت میں ہے جب کوئی رافضیت میں افراط کرے یعنی امام علی [ع] سے محبت کرے اور انھیں شیخین پر مقدم کرے اور سب شیخین کرے جیسا کہ ابن حجر عسقلانی نے بیان کیا :

والتشیع محبة علی وتقدیمه علی الصحابة فمن قدمه علی ابی بکر وعمر فهو غال فی تشیعه ویطلق علیه رافضی وإلا فشیعی فإن انضاف إلی ذلك السب او التصریح بالبغض فغال إلا فی الرفض وإن اعتقد الرجعة إلی الدنیا فاشد فی الغلو.

تشیع، علی [ع] سے محبت کرنے اور انھیں دوسرے تمام اصحاب پر مقدم جانے کو کہا جاتا ہے اور وہ ابوبکرو عمر پر بھی فوقیت دے تو اپنے تشیع میں افراطی ہے

اور اسے رافضی کہا جاتا ہے لیکن اگر فقط ان سے محبت کرتا ہو ایسا شخص شیعہ ہےاور اگر محبت کے علاوہ صحابہ کو برا بھلا کہتا ہے گالیاں دیتا ہے یا پھر بغض کا اظہار کرتا ہے شیعہ افراطی ہے اور اگر رجعت پر بھی یقین رکھتا ہے تو اس کا افراط شدید تر ہے ۔

العسقلانی الشافعی، احمد بن علی بن حجر ابو الفضل (متوفای852 ہـ)، ہدی الساری مقدمة فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج 1، ص 459، ناشر: دار المعرفة - بیروت - 1379 -، تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقی، محب

الدین الخطیب.

محمد بن اسماعیل الامیر الصنعانی ، ابن حجر عسقلانی سے نقل کرتےہوئے کہتے ہیں :

التشیع محبة علی علیه السلام وتقدیمه علی الصحابة فمن قدمه علی ابی بکر وعمر رضی الله عنهما فهو غال فی التشیع ویطلق علیه رافضی وإلا فشیعی فإن انضاف إلی ذلك السب والتصریح بالبغض فغال فی الرفض انتهی کلامه.

تشیع، علی[ع] سےمحبت اور انھیں دوسرے اصحاب پر مقدم کرنے کا نام ہے اور اگر کوئی علی [ع] کو ابوبکر و عمر پر مقدم کرے وہ شیعہ افراطی ہے اور اسے رافضی کیا جاتا ہے اور اگر سب و لعن کا اضافہ کرے تو وہ رافضی افراطی ہے .

محمد بن اسماعیل الامیر الصنعانی بات کو آگے بڑاتے ہوئے لکھتے ہیں :

واما الساب فسب المؤمن فسوق صحابیا کان او غیره إلا ان سباب الصحابة اعظم جرما لسوء ادبه مع مصحوبه صلی الله علیه و سلم ولسابقتهم فی الإسلام. وقد عدوا سب الصحابة من الکبائر کما یاتی عن الفریقین الزیدیة ومن یخالف مذهبهم.

مومن کو سب کرنا فسق ہے اگرچہ صحابی ہی کیوں ہو لیکن صحابہ کو سب کرنا بڑا گناہ ہے اس لئے ان لوگوں کی بے ادبی کی ہے جو رسول ص کے ساتھ بیٹھنے والے تھے اور وہ اسلام و مسلمین میں دوسروں کی نسبت سبقت رکھتے ہیں اور سبِصحابہ کو کبائر میں شمار کیا ہے... »

الصنعانی، محمد بن إسماعیل الامیر الحسنی (متوفای1182ہـ)، ثمرات النظر فی علم الاثر، ج 1، ص 39 ـ 40، : تحقیق: رائد بن صبری بن ابی علفة، ناشر: دار العاصمة للنشر والتوزیع - الریاض - السعودیة، الطبعة: الاولی، 1417ہـ - 1996م.

لیکن صحاح ستہ کے راویوں پر نگاہ کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہےاس کی سند میں ایسے افراد ہیں جو افراطی رافضی ہیں کہ اس بات کا اہل سنت کے علماء نے اعتراف کیا ہے مثال کے طور پر :

1. تَلِید بن سلیمان المحاربی، ابو سلیمان

یہ رجال سنن ترمذی سے ہیں جو ابوبکر و عمر کو گالیاں دیا کرتے تھے

مزی انکے بارے میں لکھتے ہیں :

وقال ابو داود: رافضی خبیث، رجل سوء، یشتم ابا بکر وعمر.

ابو داود نے کہا: یہ رافضی ، خبیث ، برا انسان ہے ابو بکر اورعمر کو گالیاں دیا کرتا ہے

آگے لکھتے ہیں:

وَقَال [عَباس الدُّورِيُّ] فی موضع آخر: کذاب، کان یشتم عثمان، وکل من شتم عثمان، او طلحة، او احدا من اصحاب رسول الله (ص)، دجال، لا یکتب عنه، وعلیه لعنة الله والملائکة والناس اجمعین.

عباس دوری، نے دوسری مقام پر انکے بارے میں کہا ہے کذاب ہیں عثمان کو گالیاں دیا کرتا تھا اور جو بھی عثمان یا طلحہ یا کسی بھی اصحاب کو گالی دے وہ دجال ہے اس سے حدیث نہیں لی جاتی ہے ، اللہ ، فرشتوں اور لوگوں کی لعنت ہو اس پر ،

المزی، یوسف بن الزکی عبدالرحمن ابو الحجاج (متوفای742ہـ)، تهذیب الکمال، ج 4، ص 321، تحقیق د. بشار عواد معروف، ناشر: مؤسسة الرسالة - بیروت، الطبعة: الاولی، 1400ہـ – 1980م.

ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

كذّاب كان يشتم عثمان....

جھوٹا اور عثمان کو گالیاں دیتا تھا.

یہ بھی لکھتے ہیں:

وقال ابن حبان: كان رافضياً يشتم الصحابة.

ابن حبان نے کہا ہے : وہ رافضی اور صحابہ کو گالیاں دینے والا تھ

العسقلانی الشافعی، احمد بن علی بن حجر ابو الفضل (متوفای852ہ) تہذیب التہذیب، ج 1، ص 447، ناشر: دار الفكر - بيروت، الطبعة: الاولی، 1404ہ – 1984م.

ان تمام باتوں کے با وجود اسی شخص کی ، بزرگ علماء اہلسنت توثیق کرتے ہیں اور ایسی روایات اس سے نقل کرتے ہیں جو اہلسنت کے فائدہ میں ہے ابن حجرنے انکے احوال میں لکھتا ہے :

عن احمد كان مذہبہ التشيع ولم نر بہ باسا وقال ايضا كتبت عنه حديثا كثيراً عن ابی الجحاف.

احمد بن حنبل سے نقل ہے کہ وہ ایک شیعہ تھے انکے اندر کوئی عیب نہیں تھا [روایت کے اعتبار سے] اور یہ بھی کہا ہے میں نے اس سےبہت حدیثیں لکھی ہیں

وقال البخاری تكلم فيہ يحيى بن معين ورماه وقال العجلی: لا باس بہ كان يتشيع ويدلس.

بخاری کہتے ہیں:تلید کے بارے میں یحیی بن معین نے کلام کیا ہے اور انکی مذمت کی ہے لیکن عجلی نے کہا اس میں کوئی نقص نہیں ہے اظہار تشیع کرتا تھا اور نقل تغییر دیتے تھے

العسقلانی الشافعی، احمد بن علی بن حجر ابو الفضل (متوفای852ہ) تہذیب التہذیب، ج 1، ص 447، ناشر: دار الفكر - بيروت، الطبعة: الاولی، 1404ہ – 1984م.

مزی نےتہذیب الکمال میں لکھا ہے :

روى له التِّرْمِذِی: حديث ابی الجحاف عن عطية عَن ابی سَعِيد: قال النبی (ص): ما من نبی إلا وله وزيران... الحديث. وَقَال: حسن غريب.

المزی، يوسف بن الزكی عبدالرحمن ابو الحجاج (متوفای742ہ)، تهذيب الكمال، ج 4، ص 321، تحقيق د. بشار عواد معروف، ناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة: الاولی، 1400ہ – 1980م.

البتہ واضح ہے کہ یہ روایت اہلسنت کے حق میں ہے اور تلید بن سلیمان نے فضائل خلیفہ اول اور دوم میں نقل کی ہے حسن کہی گئی ہے لیکن وہ روایات جو اہلسنت کے خلاف ہے اور شیخین سے پردہ اٹھاتی ہے تلید کے رافضی ہونے کی بناء پر ضعیف شمار ہونے لگتی ہے

ان تمام باتوں کو چھوڑ دیں اہل سنت کے علماء جرح و تعدیل نے ایسے افراد کی بھی توثیق کی ہے جو امیر المومنین علی [ع] کو سب و شتم کیا کرتے تھے اب سوال کرتے ہیں جب سب و شتمِ صحابہ تضعیف کا باعث بنتا ہے تو نواصب، روات کی توثیق کیوں کی ہے ؟؟

آیا جو ابو بکر و عمر کی کو سب کرے وہ ضعیف ہے اور جو امیر المومنین علی [ع] کو سب کرے وہ ثقہ ہے ؟ یہ کیسی منافقت ہے ؟

ذیل میں چند نواصب کو بیان کرتے ہیں جن کی توثیق علماء اہل سنت نے کی ہے

1- حریز بن عثمان الحمصی:

یہ ملعون شخص 70 مرتبہ مولائے کائنات علی [ع] کو لعن کیا کرتا تھا مزی نے تہذیب الکمال میں ، ذہبی نے تاریخ الإسلام مین، ابن حجر نے تہذیب التہذیب میاور بدر الدین عینی نے مغانی الاخبار میں لکھا ہے :

عن احمد بن سليمان المروزی: حدثنا إسماعيل بن عياش، قال: عادلت حريز بن عثمان من مصر إلى مكة فجعل يسب عليا ويلعنه.

احمد بن سلیمان مروزی نے اسماعیل بن عیاش سے نقل کیا ہے کہ :میں مصر سے مکہ تک حریز بن عثمان کے ساتھ تھا اس دوران مسلسل علی [ع] کو سب و شتم اور لعن کرتا رہ

المزی، يوسف بن الزكی عبدالرحمن ابو الحجاج (متوفای742ہـ)، تهذيب الكمال، ج 5، ص 576، تحقيق د. بشار عواد معروف، ناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة: الاولى، 1400ہـ – 1980م.

الذهبی، شمس الدين محمد بن احمد بن عثمان، (متوفای748ہـ)، تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والاعلام، ج 10، ص 123، تحقيق د. عمر عبد السلام تدمرى، ناشر: دار الكتاب العربی - لبنان/ بيروت، الطبعة: الاولى، 1407ہـ - 1987م.

العسقلانی الشافعی، احمد بن علی بن حجر ابو الفضل (متوفای852ہـ) تهذيب التهذيب، ج 2، ص 209، ناشر: دار الفكر - بيروت، الطبعة: الاولى، 1404ہـ – 1984م.

العينی، بدر الدين محمود بن احمد (متوفای855ہـ)، مغانی الاخيار، ج 1، ص 187.

ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے :

وقال ابن حبان: كان يلعن علياً بالغداة سبعين مرة، وبالعشی سبعين مرة، فقيل له فی ذلك، فقال: ہو القاطع رؤوس آبائی واجدادی.

ابن حبان کہتا ہے کہ : حریز علی[ع] کو صبح میں 70 بار اور شام میں 70 بار لعن کیا کرتا تھا میں اس سے علت معلوم کی تو اس نے کہا : علی[ع] نے میرے آباء و اجداد کے سر قلم کئے ہیں

العسقلانی الشافعی، احمد بن علی بن حجر ابو الفضل (متوفای852ہـ) تهذيب التهذيب، ج 2، ص 209، ناشر: دار الفكر - بيروت، الطبعة: الاولى، 1404ہـ – 1984م.

مزی نے تہذیب الکمال میں ، ابن حجر عسقلانی نے تہذیب التہذیب میں لکھا ہے :

وسالت احمد بن حنبل عنه فقال ثقة ثقة وقال ايضا ليس بالشام اثبت من حريز... قال: وَقَال ابو داود: سمعت احمد وذكر له حريز وابو بكر بن أَبی مريم وصفوان، فقال: ليس فيهم مثل حريز، ليس اثبت منه، ولم يكن يرى القدر، قال: وسمعت احمد مرة اخرى يقول: حريز ثقة، ثقة.

: میں نے اس کے بارے احمد بن حنبل سے سوال کیا : کہا: ثقہ ہے ثقہ ہے ۔اور کہا شام میں حریز سے زیادہ کوئی نقل میں مورد اطمئنان شخص نہیں ہے معاذ بن معاز کہتے ہیں کہ جب میں میں احمد بن حنبل کے پاس تھا تو حریز، ابوبکر بن مریم اور صفوان کا تذکرہ ہوا تو احمد سے سنا کہ ان میں حریز جیسا کوئی نہیں ہے اور اسکے علاوہ کوئی اور نقل میں معتبر ترین نہیں ہے میں نے ایک بار پھر احمد سے سنا ہے کہ : حریز ثقہ ہےثقہ ہے

العسقلانی الشافعی، احمد بن علی بن حجر ابو الفضل (متوفای852ہـ) تهذيب التهذيب، ج 2، ص 209، ناشر: دار

الفکر - بیروت، الطبعة: الاولى، 1404ہ – 1984م.

المزی، یوسف بن الزکی عبدالرحمن ابو الحجاج (متوفای742ہ)، تهذیب الکمال، ج 5، ص 572، تحقیق د. بشار عواد معروف، ناشر: مؤسسة الرسالة - بیروت، الطبعة: الاولى، 1400ہ – 1980م.

ابن حجر نےحریز کے ترجمہ کے ابتداء میں لکھا:

[من رجال] البخاری والاربعة.

یہ بخاری کا اور چار صحاح کا راوی ہے [مسلم کے علاوہ].

و بدر الدین عینی نے لکھا:

روى له الجماعة سوى مسلم، وابو جعفر الطحاوی. وفی التهذیب: روى له البخاری حدیثین.

العینی، بدر الدین محمود بن احمد (متوفای855ہ)، مغانی الاخیار، ج 1، ص 187.

اگر سب و شتمِ صحابہ تضعیف کا باعث بنتا ہے تو بخاری نے کیوں اس سے روایت نقل کی ہے؟ امام احمد بن حنبل کیوں اسکی توثیق کی ہے ؟

2. عمر بن سعد بن ابی وقاص، قاتل امام حسین (ع):

مزی نے تہذیب الکمال میں اور ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں ، عمر بن سعد بن ابووقاص، جو کربلا میں یزیدیوں کا مشہور سپہ سالار تھا ،بارے میں لکھا ہے :

وَقَال احمد بن عَبد الله العجلی: کان یروی عَن ابیه احادیث، وروى الناس عنه. وہو الذی قتل الحسین، وہو تابعی ثقة.

عجلی نے کہا ہے : عمر بن سعد اپنے والد سے روایت نقل کرتا ہے اور دیگر افراد اس سے روایت نقل کرتے ہیں یہ وہی ہے جس نے حسین [علیہالسلام] کو قتل کیا ہے یہ ثقہ ہے اور تابعی ہے

المزی، یوسف بن الزکی عبدالرحمن ابو الحجاج (متوفی742ہ)، تهذیب الکمال، ج 21، ص 357، تحقیق د. بشار عواد معروف، ناشر: مؤسسة الرسالة - بیروت، الطبعة: الاولى، 1400ہ – 1980م.

العسقلانی الشافعی، احمد بن علی بن حجر ابو الفضل (متوفی852ہ) تهذیب التهذیب، ج 7، ص 396، ناشر: دار الفکر - بیروت، الطبعة: الاولى، 1404ہ – 1984م.

عجیب بات ہے اہل سنت کے لئے وہ شخص ثقہ ہے جس نے بیدردی سے فرزند رسول اکرم ص کو قتل کیا ہے اور رسول اکرم ص کی بیٹیوں کو قیدی بنایا ہےاور انکے لئے ایسے افراد کی روایت حجت رکھتی ہو لیکن اگر کوئی علی [ع] سے محبت رکھتا ہو اور انھیں خلفاء ثلاثہ پر مقدم سمجھتا ہو یا کبھی انکی توہین کی ہو اس کی روایت ضعیف اور غیر قابل؛ قبول بن جاتی ہے؟

نتیجہ:

روایت ابن ابی دارم، کسی بھی طرح کا نقص نہیں رکھتی ہے اور وہ تہمت جو اسے لگائی گئی ہے مثل رافضی یا رافضی افراطی روایت پر اثر انداز نہیں ہوتی ہے اس لئے ایسی تہمت بخاتی ، مسلم اور دیگر صحاح کے راویوں کے لئے بھی لگائی گئی ہے۔

اللهم صل علی محمد و آل محمد